حدیث قرطاس

علامہ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری حفظہ اللہ

رسول کریم ﷺ کے مرض الموت کا واقعہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس جمع تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، لکھنے کے لئے لائیں میں تحریر کیے دیتا ہوں تا کہ آپ کو یاد رہے، حاضرین میں سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ پیغمبر علیہ السلام شدید بیمار ہیں، تکلیف بڑھ گئی ہے، ایسے عالم یہ زحمت کیوں اٹھائیں؟ وحی الٰہی تو آپ پہنچا چکے ہیں اور دین مکمل ہو چکا ہے، اس خیال کا اظہار دوسرے صحابہ سے کیا، کہا آپ ﷺ تکلیف میں ہیں، حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ ”ہمیں قرآن وسنت ہی کافی ہے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بات پر حاضرین میں اختلاف ہو جاتا ہے، بعض صحابہ آپ کی موافقت کرتے ہیں، بعض مخالفت، کاغذ قلم دے دیا جائے، رہنے دیجئے، دے دیا جائے، رہنے دیجئے تکرار کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اختلاف کرنے والے کہنے لگے، اَهَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، کیوں نہیں دیتے آپ ﷺ کی گفتگو کسی مریض کی طرح بے معنی تو ہرگز نہیں، اتنے میں نبی کریم ﷺ کی آواز آتی ہے کاغذ قلم رہنے دیجئے، آپ یہاں سے اٹھ جائیں، مجھے تنہائی چاہیے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَفِي البَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، قَالَ :هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ ، قَالَ عُمَرُ :إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ القُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ، وَاخْتَلَفَ أَهْلُ البَيْتِ وَاخْتَصَمُوا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ :قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ، فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالِاخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :قُومُوا عَنِّي .

”نبی اکرم ﷺ کی وفات کا وقت ہوا تو اس وقت گھر میں کچھ صحابہ موجود تھے، ایک سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: قلم کاغذ لائیں، میں تحریر کر دوں، جس کے بعد آپ

ہرگز نہ بھولو گے۔سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف میں ہیں اور قرآن موجود ہے، لہٰذا ہمیں قرآن وحدیث ہی کافی ہے۔گھر میں موجود صحابہ نے اس میں اختلاف کیا اور بحث مباحثہ ہونے لگا، کچھ کہہ رہے تھے کہ (قلم کاغذ) دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمادیں، جس کے بعد آپ ہرگز نہیں بھولیں گے، کچھ کہہ رہے تھے، رہنے دیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف میں ہیں۔اختلاف شدت اختیار کر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس سے اُٹھ جائیں۔''

(صحیح البخاری :7366، صحیح مسلم :1637)

② ایک روایت ہے:

ائْتُونِی بِالْکَتِفِ وَالدَّوَاۃِ أَوِ اللَّوْحِ وَالدَّوَاۃِ -أَکْتُبْ لَکُمْ کِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَہُ أَبَدًا ، فَقَالُوا :إِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْجُرُ .

''ہڈی اور دوات یا تختی اور دوات لائیں، میں تحریر کر دیتا ہوں تاکہ اس کے بعد آپ نہ بھولیں، صحابہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض موت میں تکلیف کی شدت سے تو ہرگز نہیں کہہ رہے۔''

(صحیح البخاری :4431، صحیح مسلم :1637)

③ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جمعرات کا دن کتنا پریشان کن تھا، آپ روتے ہوئے فرما رہے تھے:

اشتد برسول الله صلى الله عليه وسلم وجعه، فقال :ائتونى أكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده أبدا، فتنازعوا ولا ينبغى عند نبى تنازع، فقالوا :ما شأنه، أهجر استفهموه؟ فذهبوا يردون عليه، فقال :دعونى، فالذى أنا فيه خير مما تدعونى إليه .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض موت کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس کچھ لاؤ میں تحریر کر دیتا ہوں، جس کے بعد کبھی نہیں بھولو گے، صحابہ نے آپس میں اختلاف کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں باہمی اختلاف مناسب نہیں تھا، صحابہ کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا معاملہ درپیش ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات شدت تکلیف کی بنا پر تو ہرگز نہیں ہے، اس بات کو کیوں نہیں سمجھتے، صحابہ آپ کو بار بار لکھنے کا کہہ رہے تھے، تو فرمایا: ''مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں

،آپ جو مجھے لکھنے کا کہہ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ نہ لکھنا ہی بہتر ہے۔''

(صحيح البخاري :4431، صحيح مسلم : 1637)

نبی کریم ﷺ کی مرض موت میں شدت تکلیف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی بیان کر رہے ہیں، اسی بنا پر سیدنا عمر نے اجتہادا کہہ دیا تھا کہ ہمارے لئے قرآن و حدیث کافی ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست سمجھا تب ہی صحابہ کے اصرار کے باوجود نہیں لکھا۔

لفظ هَجَرَ كي تحقيق :

هَجَرَ کا مطلب ہے ''شدت بخار میں بے معنی گفتگو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی انکار ونفی کی ہے، اَهَجَرَ میں ہمزہ استفہام انکاری کا ہے، هَجَرَ فعل ماضی ہے بعض روایات میں بغیر ہمزہ کے هَجَرَ اور يَهْجُرُ کے الفاظ ہیں، یہاں بھی ہمزہ محذوف ہے، کلام عرب میں اس طرح کے محذوفات عام ہیں۔

حدیث میں فَقَالُوْا مَالَهٗ اَهَجَرَ جمع کا صیغہ صراحت کرتا ہے کہ یہ الفاظ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نہیں بل کہ دوسرے صحابہ کے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر رہے تھے، ان کا منشا یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ شدت بخار کی حالت میں بے معنی گفتگو نہیں بل کہ شعور و احساس کے ساتھ کلام فرما رہے ہیں، لہٰذا اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی تنقیص کا کوئی پہلو نہیں بل کہ یہ حدیث ان کی عظمت کا استعارہ ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی موافقت فرمائی اور لکھنے کا ارادہ ترک کر دیا، صحیح بخاری (114) کے الفاظ ہیں:

قوموا عنى، ولا ينبغى عندى التناز ع

''یہاں سے اٹھ جائیں، میری موجودگی میں اختلاف مناسب نہیں۔''

صحیح بخاری (4431) صحیح مسلم (1637) میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

دعونى، فالذى أنا فيه خير مما تدعونى إليه .

''مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں، میں سمجھتا ہوں نہ لکھنا ہی بہتر ہے۔''

موافقات عمربن خطاب رضی اللہ عنہ:

قرآن وحدیث میں موافقات عمر رضی اللہ عنہ کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، بیسیوں مقامات ہیں، جہاں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رائے دیتے ہیں اور اسے شریعت کا درجہ مل جاتا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یاد ہوگا، نبی

کریم ﷺ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک اٹھ کر چلے گئے، کافی دیر تک واپس نہ آئے تو صحابہ کو پریشانی لاحق ہوئی کہ کوئی آپ کو نقصان نہ پہنچائے، چنانچہ وہ آپ ﷺ کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ڈھونڈ لیا، آپ ﷺ ایک باغ میں تھے، آپ ﷺ نے اپنا جوتا انہیں دیا اور ساتھ پیغام دیا کہ جو بھی کلمہ گو راستے میں ملے اسے جنت کی بشارت دیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نکلے سب سے پہلے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہیں جنت کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو زور سے ہاتھ مارا وہ زمین پر گر گئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پیچھے ہو لئے، سیدنا ابو رہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

يَا عُمَرُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ، مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :فَخَلِّهِمْ.

''عمر! ایسا کیوں کیا؟ کہا آقا میرے ماں باپ آپ پہ قربان، کیا آپ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام دے کر بھیجا تھا کہ جو کلمہ گو ملے اسے جنت کی خوش خبری دو۔؟ فرمایا، جی ہاں! تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آقا ایسا نہ کیجئے، مجھے ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر لیں گے، ایسے ہی چلنے دیں تا کہ یہ لوگ عمل کرتے رہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے ہی چلنے دیں۔''

(صحیح مسلم : ح 31)

دیکھیے، نبی کریم ﷺ کے پیغام رساں کو مارا بھی ہے، مگر جب اپنا موقف سامنے رکھا تو نبی کریم ﷺ ان سے موافقت کر لیتے ہیں، جب کہ حدیث قرطاس میں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کے سامنے اپنا خیال ظاہر کر رہے ہیں کہ نبی ﷺ شدید تکلیف میں ہیں لہذا آپ ﷺ کو یہ زحمت نہیں دینی چاہئے، بعض صحابہ اختلاف کرتے ہیں بعض اتفاق، نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی موافقت کر دی جیسا کہ حدیث سے عیاں ہے۔ اللہ تعالی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فہم ثاقب اور بصیرت تامہ سے نوازا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی تھی ساتھ دلیل بھی دی۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (631۔676ھ) لکھتے ہیں؛

وَأَمَّا كَلَامُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَدِ اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ الْمُتَكَلِّمُونَ فِي شَرْحِ الْحَدِيثِ عَلَى أَنَّهُ مِنْ دَلَائِلِ فِقْهِ عُمَرَ وَفَضَائِلِهِ وَدَقِيقِ نَظَرِهِ .

''شارحین حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بصیرت، فقاہت دین اور دقت نظری پر دلالت کناں ہے۔''(شرح صحیح مسلم :90/11)

کیا اختلاف صحابہ خلافت لکھنے میں مانع ہوا؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ .

''بہت بڑی مصیبت تب واقع ہوئی جب صحابہ میں اختلاف اور شور ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ ترک کردیا۔''(صحيح البخاري :7366، صحيح مسلم :1637)

یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ صحابہ کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بل کہ خود ہی ترک کردیا تھا، اس سے چند دن پہلے بھی ایسا ہی واقعہ پیش آچکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابوبکر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بلائیں میں خلافت کا لکھ دیتا ہوں، پھر ارادہ ترک کردیا فرمایا:

وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ .

''خلافت کے لئے ابوبکر کے علاوہ نام آئے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کردیں گے۔''

(مسند الامام أحمد :144/6، صحيح مسلم :2387)

یہاں تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، لکھنے سے روکنے والا کوئی نہیں مگر آپ ارادہ ترک کررہے ہیں، کیوں؟ جس بنا پر یہاں ارادہ ترک کیا اسی بنا پر اس موقعہ پر بھی ترک کردیا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -تَرَكَ كِتَابَةَ الْكِتَابِ بِاخْتِيَارِهِ، فَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ نِزَاعٌ، وَلَوِ اسْتَمَرَّ عَلَى إِرَادَةِ الْكِتَابِ مَا قَدِرَ أَحَدٌ أَنْ يَمْنَعَهُ.

''اس میں تو اختلاف ہی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ اپنے اختیار سے ترک کیا، اگر

آپ لکھنا چاہتے تو کس کی مجال تھی کہ آپ کو روکے۔''

(منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة والقدرية : 317/6)

نیز فرماتے ہیں:

ولا في شَيْءٍ مِنَ الْحَدِيثِ الْمَعْرُوفِ عِنْدَ أَهْلِ النَّقْلِ أَنَّهُ جعَلَ عَلِيًّا خَلِيفَةً .كَمَا فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ .ثُمَّ يَدَّعُونَ مَعَ هَذَا أَنَّهُ كَانَ قَدْ نَصَّ عَلَى خِلَافَةِ عَلِيٍّ نَصًّا جَلِيًّا قَاطِعًا لِلْعُذْرِ، فَإِنْ كَانَ قَدْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ أَغْنَى عَنِ الْكِتَابِ، وَإِنْ كَانَ الَّذِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ لَا يُطِيعُونَهُ فَهُمْ أَيْضًا لَا يُطِيعُونَ الْكِتَابَ.

''کسی صحیح حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر نص موجود نہیں، جب کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحیح ثابت نصوص موجود ہیں، شیعہ کا دعوی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر قطعی نص قائم کر چکے تھے، اگر ایسا ہی تھا تو لکھنے کی ضرورت کیا تھی؟ شیعہ جو سن کر نہیں مان رہے، لکھا ہوا مان لیتے؟

(منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة والقدرية :318/6)

عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما مصیبت کسے کھتے ھیں ؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں شک و انکار کو بڑی مصیبت قرار دے رہے ہیں، کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرما دیتے تو گمراہ اور ظالم لوگوں کے لئے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَقْتَضِي أَنَّ هَذَا الْحَائِلَ كَانَ رَزِيَّةً، وَهُوَ رَزِيَّةٌ فِي حَقِّ مَنْ شَكَّ فِي خِلَافَةِ الصِّدِّيقِ، أَوِ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ الْأَمْرُ؛ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ هُنَاكَ كِتَابٌ لَزَالَ هَذَا الشَّكُّ، فَأَمَّا مَنْ عَلِمَ أَنَّ خِلَافَتَهُ حَقٌّ فَلَا رَزِيَّةَ فِي حَقِّهِ، وَلِلَّهِ الْحَمْد .

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ خلافت صدیق رضی اللہ عنہ میں شک و انکار کو بڑی مصیبت اور ہلاکت قرار دے رہے ہیں، کیوں کہ اگر خلافت لکھی ہوئی ہوتی تو شک دور ہو

جاتا، جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حق سمجھتا ہے، اس کے لئے کوئی مصیبت نہیں۔''

(منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة والقدرية : 25/6)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ بات اس وقت فرمایا کرتے تھے جب شیعہ جیسے گمراہ جنم لے چکے تھے، تو آپ رضی اللہ عنہ خلافت صدیق کے انکار کو امت کی بربادی قرار دے رہے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علی رضی اللہ عنہ لکھنا چاہتے تھے؟

بعض کہتے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت و امامت کے اوّل حقدار تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت لکھ کر دینا چاہتے تھے، لیکن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے لکھنے نہیں دی، ہم کہتے ہیں کہ آپ اس حدیث کا بغور مطالعہ کریں، اس میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت لکھنا چاہتے تھے

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا قَدْ توَّهم بِهِ بَعْضُ الْأَغْبِيَاءِ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ كُلِّ مُدَّعٍ أَنَّهُ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَكْتُبَ فِي ذٰلِكَ الكتاب ما يرمون إِلَيْهِ مِنْ مَقَالَاتِهِمْ، وَهٰذَا هُوَ التَّمَسُّكُ بِالْمُتَشَابِهِ. وَتَرْكُ الْمُحْكَمِ وَأَهْلُ السُّنَّةِ يَأْخُذُونَ بِالْمُحْكَمِ. وَيَرُدُّونَ مَا تَشَابَهَ إِلَيْهِ، وَهٰذِهِ طَرِيقَةُ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ كَمَا وَصَفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ، وَهٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِيهِ أَقْدَامُ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الضَّلَالَاتِ، وَأَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَلَيْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ إِلَّا اتِّبَاعُ الْحَقِّ يَدُورُونَ مَعَهُ كَيْفَمَا دَارَ، وَهٰذَا الَّذِي كَانَ يُرِيدُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنْ يَكْتُبَهُ قَدْ جَاءَ فِي الْأَحَادِيثِ الصَّحِيْحَةِ التَّصْرِيحُ بِكَشْفِ الْمُرَادِ مِنْهُ......

''اس حدیث سے اہل بدعت، شیعہ وغیرہ کے بعض کند ذہن لوگوں نے وہم کھایا ہے۔ ان میں سے ہر شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا مدعا لکھنا چاہتے تھے، یہ لوگ متشابہ کو لیتے ہیں اور محکم کو چھوڑتے ہیں، جبکہ اہل سنت محکم کو لیتے اور متشابہ کو چھوڑتے ہیں، راسخ علما کا یہی طریقہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یہاں اکثر لوگ گمراہ ہو گئے ہیں۔ اہل سنت کا تو مذہب ہی حق کی پیروی ہے، حق ہی ان کا دائرہ کار ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو لکھنے کا ارادہ فرما رہے تھے، صحیح

احادیث میں اس کی وضاحت آ گئی ہے۔" (البدایةوالنھایة :5/227-228)

نبي كريم ﷺ لکھنا کیا چاھتے تھے ؟

سوال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قلم کاغذ کیوں منگوایا، کیا لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے ؟ یقیناً خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ لکھنے کا ارادہ تھا، صحیح احادیث حقیقت آشکارا کرتی ہیں:

حدیث نمبر①:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا كَانَ وَجَعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، قَالَ :ادْعُوا لِي أَبَا بَكْرٍ وَابْنَهُ، فَلْيَكْتُبْ لِكَيْلَا يَطْمَعَ فِي أَمْرِ أَبِي بَكْرٍ طَامِعٌ، وَلَا يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ ، ثُمَّ قَالَ: يَأْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ وَالْمُسْلِمُونَ مَرَّتَيْنِ......،قَالَتْ عَائِشَةُ :فَأَبَى اللّٰهُ وَالْمُسْلِمُونَ .

"نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بلائیں، وہ لکھ لیں تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر کوئی حریص نہ رہے، پھر دو مرتبہ فرمایا، اللہ تعالیٰ اور مسلمان کسی دوسرے کی خلافت تسلیم نہیں کریں گے......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: چنانچہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں نے میرے باپ کے علاوہ کسی کو تسلیم نہیں کیا۔"

(مسند الامام أحمد :6/106،وسندهٗ حسنٌ)

حدیث نمبر②

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے مرض الموت میں فرمایا تھا:

أُدْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ، وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ :أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ .

"اپنے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بلائیں تاکہ میں تحریر کر دوں، میں خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ کوئی خلافت کا متمنی کہے کہ میں زیادہ حق دار ہوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مومن ابوبکر کے علاوہ انکار کر دیں گے۔"(مسند الامام أحمد :6/144، صحیح مسلم :2387)

حدیث نمبر③:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ، أَنْ يَقُولَ :الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ.

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور آپ کے فرزند عبد الرحمٰن کی طرف پیغام بھیجوں، اور (خلافت کی) وصیت کردوں، تاکہ کوئی خلافت کا دعوی کرے نہ تمنا۔'' (صحيح البخاری:7217)

یہ احادیث واضح پتا دے رہی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھنے کا ارادہ فرمایا تھا، پھر ترک کردیا، اس لیے کہ جب خلافت کے لیے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ نام آئے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کردیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لے رکھا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ خلافت و امامت اللہ کی طرف سے منصوص ہو، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے اوّل حقدار ہوں، پوری کی پوری امت اس کے خلاف متفق ہوجائے، عقل کیا کہتی ہے؟ اس پر سہاگہ یہ کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی اس بات کا کبھی اظہار نہیں کیا کہ میں خلیفہ بلافصل ہوں، لیکن مجھے میرے حق سے محروم کردیا گیا ہے۔ کوئی دلیل ہے جو پیش کی جاسکے؟ مان لیا جائے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے حق کے لیے اعلانِ جنگ نہیں کیا، امت کو ایک نئی آزمائش میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے تھے، لیکن اپنے دورِ خلافت میں اس بات کے اظہار میں کیا رکاوٹ تھی؟ راوی قصہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جنہوں نے پریشانی کا اظہار بھی کیا ہے، ان سے بھی یہ کہنا ثابت نہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادتی ہوئی ہے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خلافت لکھنا چاہتے تھے، لیکن لکھ نہ سکے وغیرہ۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھ نہیں سکے تھے تو فرما ہی دیتے کہ میرے بعد علی خلیفہ بلافصل ہیں کچھ مانع تھا؟ بلکہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے معترف تھے اور آپ کی خلافت کو برحق تسلیم کرتے تھے۔ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ حِينَ طُعِنَ فَقُلْتُ :أَبْشِرْ بِالْجَنَّةِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَسْلَمْتَ حِينَ كَفَرَ النَّاسُ، وَجَاهَدْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَذَلَهُ النَّاسُ، وَقُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، وَلَمْ يَخْتَلِفْ فِي

خِلَافِتِكَ اثْنَان، وَقُتِلْتَ شَهِيدًا ـــ

''سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو میں نے ان کے پاس آ کر کہا: امیر المومنین! جنت مبارک ہو! جب لوگوں نے اسلام کا انکار کیا تو آپ نے قبول کیا، آپ نے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا جب لوگوں نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ سے راضی تھے۔ آپ کی خلافت میں دو انسانوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور اب آپ منصب شہادت پر فائز ہونے والے ہیں۔''

(المستدرك للحاكم :92/3، وصححه ابن حبان :6891، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز دیکھیں:(صحیح البخاری:3692)

کیا سیدنا علي رضی اللہ عنہ وصي رسول صلی اللہ علیہ وسلم هیں؟

اس بات کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ خود کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے ہوں یا آپ نے فرمایا ہو کہ میں وصی رسول ہوں، بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

① سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَقَالَ النَّاسُ :يَا أَبَا حَسَنٍ، "كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟، فَقَالَ :أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا "، فَأَخَذَ بِيَدِهٖ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ :أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ، اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ، إِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ، فَأَوْصَى بِنَا، فَقَالَ عَلِيٌّ :إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے واپس آئے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت کا واقعہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ابو الحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیسی ہے؟ کہا: الحمد اللہ! کافی بہتر ہے، پھر سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر فرمایا: اللہ کی قسم! تین دن بعد آپ محکوم ہو جائیں گے، اللہ کی قسم! مجھے آثار نظر آرہے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرض سے جانبر نہیں ہو سکیں گے، مجھے خوب شناخت ہے کہ وفات کے وقت بنی عبدالمطلب کے چہرے کیسے ہوتے ہیں، ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلنا چاہیے اور پوچھنا چاہئے کہ خلافت کسے ملے گی؟ اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے، اگر کوئی دوسرا ہے تو بھی پتا چل جائے اور اس کے بارے میں ہمیں وصیت فرما دیں، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اب اگر پوچھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہیں دیں گے، میں تو نہیں پوچھوں گا۔''

(صحیح البخاری :4447)

② سیّدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ " :لَا، إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، أَوْ مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ .قَالَ :قُلْتُ :فَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ :الْعَقْلُ، وَفَكَاكُ الْأَسِيرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ .

''کیا آپ کے پاس کوئی خاص تحریر ہے؟ فرمایا، نہیں، صرف کتاب اللہ کا فہم اور یہ صحیفہ ہے۔ میں نے پوچھا: اس صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا: دیت، قیدیوں کی آزادی اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے (کے مسائل ہیں)۔''

(صحیح البخاری :111)

ثابت ہوا کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ وصی رسول نہیں تھے، نہ ہی خود کو خلیفہ بلا فصل سمجھتے تھے، بلکہ آپ نے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت و امامت کی بیعت کر رکھی تھی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م: ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

وَمَنْ تَوَهَّمَ أَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ كَانَ بِخِلَافَةِ عَلِيٍّ فَهُوَ ضَالٌّ بِاتِّفَاقِ (عَامَّةِ النَّاسِ)عُلَمَاءِ

السُّنَّةِ وَالشِّيعَةِ، أَمَّا أَهْلُ السُّنَّةِ فَمُتَّفِقُونَ عَلَى تَفْضِيلِ أَبِي بَكْرٍ وَتَقْدِيمِهِ .وَأَمَّا الشِّيعَةُ الْقَائِلُونَ بِأَنَّ عَلِيًّا كَانَ هُوَ الْمُسْتَحِقَّ لِلْإِمَامَةِ، فَيَقُولُونَ :إِنَّهُ قَدْ نَصَّ عَلَى إِمَامَتِهِ قَبْلَ ذٰلِكَ نَصًّا جَلِيًّا ظَاهِرًا مَعْرُوفًا، وَحِينَئِذٍ فَلَمْ يَكُنْ يَحْتَاجُ إِلَى كِتَابٍ .

''جو یہ سمجھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ خلافت علی رضی اللہ عنہ لکھنا چاہتے تھے، سنی وشیعہ علما کے ہاں بالاتفاق گمراہ ہے۔ اہل سنت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفضیل وتقدیم پر متفق ہیں، جبکہ شیعہ کا نظریہ ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ہی امامت کے مستحق تھے، وہ کہتے ہیں کہ ان کی امامت پر نص جلی ہے، چنانچہ کسی تحریر کی ضرورت ہی نہ تھی۔''

(منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة والقدرية :3/135)

نبی کریم ﷺ نے لکھنے کا ارادہ اپنے اختیار سے ترک کیا تھا نہ کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی وجہ سے، نبی کریم ﷺ کفار کے روکنے سے تبلیغِ دین سے نہ رکے، تو صحابہ کے روکنے سے کیسے رُک سکتے تھے؟ بھلا صحابہ آپ ﷺ کو تبلیغِ دین سے کیوں روکتے؟ وہ تو آپ کے معاون ومددگار تھے۔

ع دل صاحب ادراک سے انصاف طلب ہے۔

حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ ؟

قول عمر رضی اللہ عنہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ میں کتاب اللہ سے مراد حکم اللہ ہے، وہ احکام الٰہی جو قرآن وحدیث کی صورت میں لکھے جا چکے ہیں، قرآن کے ذکر سے حدیث پر التزامی دلالت ہو ہی جاتی ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی حالت پر ترس آیا تب یہ بات کہہ دی چوں کہ آپ کا مرض موت شدت اختیار کر چکا تھا، آپ کے مدنظر یہ بات تھی کہ دین کی تکمیل ہوگئی ہے ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ ''آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔'' نازل ہوچکی ہے، قرآن کریم میں ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ ''ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔'' اور ﴿تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ ''قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے۔'' جیسے فرامین الٰہیہ موجود ہیں، قرآن کا بیان حدیث کی صورت میں موجود ہے، تو نبی کریم ﷺ کو لکھنے کی تکلیف دینا مناسب نہیں، بس اتنی سی بات تھی، جسے یارلوگوں نے افسانہ بنا دیا، ویسے جو قرآن وحدیث کو محرف ومبدل سمجھتے ہیں انہیں فرمان عمر رضی اللہ عنہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کیسے ہضم ہوسکتا ہے؟

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (٦٧٣-٧٤٨ھ) لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا أَرَادَ عُمَرُ التَّخْفِيفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ رَآهُ شَدِيدَ الْوَجَعِ، لِعِلْمِهِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَكْمَلَ دِينَنَا، وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ الْكِتَابُ وَاجِبًا لَكَتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ، وَلَمَا أَخَلَّ بِهِ.

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف میں دیکھا اسی لیے تخفیف کا ارادہ فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے دین مکمل ہو چکا ہے، خلافت تحریر کرنا واجب ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور لکھ دیتے، کبھی ترک نہ کرتے۔''

(تاریخ الاسلام:813/1، ت:بشار سیر اعلام النبلاء338/2)

تنبیہ :

اگر کوئی بد باطن یہ کہے کہ اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علی لکھنا چاہتے تھے، جو صحابہ کی وجہ سے نہ لکھ سکے ،تو اس کی بات صریح باطل ہے،اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وصیتیں فرمائی تھیں، خلافت علی بلافصل کے بارے میں لکھ نہیں سکے تھے تو بیان کر دیتے ، پھر یہ واقعہ جمعرات کا ہے، جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سوموار کو ہوئی، یعنی اس واقعہ کے تین دن بعد تک زندہ رہے خلافت علی کیوں نہ لکھ دی یا کم از کم وصیت ہی فرما دیتے۔

الحاصل :

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے چوتھے برحق خلیفہ ہیں، اس پر امت محمدیہ کا اجماع ہے۔خلفائے راشدین کی ترتیب اس دور میں زبان زد عام تھی، کسی کو انکار تھا نہ اشتباہ ، بل کہ خوئے تسلم ورضا تھی، جب شیعہ جیسے گمراہ اور اہل ہوا جنم لیتے ہیں تو اپنے ساتھ خلافت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر سوالات اٹھانے کی بدعت لاتے ہیں، اس گمراہ کن نظریے پر دلائل تراشے جاتے ہیں، قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کا فتنہ سر اٹھاتا ہے، آل یہود کا اخاذ ذہن اس حقیقت سے واقف تھا کہ اسلام اور مسلمان کے درمیان سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ گرا دیا جائے تو اسلام کی عمارت دھڑام سے زمین پر آ گرے گی، اسی لئے اس ذہن کو عام کیا گیا کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد گمراہ ہو گئے تھے، صحابہ کے خلاف بدچلن لوگوں کی بدزبانی اسی ذہنیت کا شاخسانہ ہے، اس کے لئے کیا کیا بہانے تراشے جاتے ہیں، آپ حدیث قرطاس سے اندازہ لگا لیجئے ، جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی

عظمت وجلالت پر دال ہے، مگر اسے افسانہ بنا دیا گیا، اس کی بنیاد پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان درازی کی مشق جاری رہتی ہے اور کوشش رہتی ہے کہ اسلام سے اہل اسلام کو دور کر دیا جائے، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، خدا غارت کرے کس درجہ ظالم ہیں یہ لوگ۔ مگر ان کی تمام کوششیں بے سود ہیں، اصحاب محمد ﷺ کے جانثار اہل سنت ابھی زندہ ہیں۔ حافظ احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی رحمہ اللہ کا قولِ فیصل ملاحظہ ہو:

وَقَدْ أَكْثَرَ الشِّيْعَةُ وَالرَّوَافِضُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْبَاطِلَةِ وَالْكَاذِبَةِ ، وَاخْتَرَعُوْا نُصُوْصًا عَلٰى اِسْتِخْلَافِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا ، وَادَّعُوْا أَنَّهَا تَوَاتَرَتْ عِنْدَهُمْ ، وَهٰذَا كُلُّهٗ كِذْبٌ مُرَكَّبٌ ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ صَحِيْحًا أَوْ مَعْرُوْفًا عِنْدَ الصَّحَابَةِ يَوْمَ السَّقِيْفَةِ لَذَكَرُوْهُ ، وَلَرَجَعُوْا إِلَيْهِ ، وَلَذَكَرَهٗ عَلِيٌّ مُحْتَجًّا لِنَفْسِهٖ ، وَلَمَّا حَلَّ أَنْ يَّسْكُتَ عَنْ مِّثْلِ ذٰلِكَ بِوَجْهٍ ، فَإِنَّهٗ حَقُّ اللّٰهِ ، وَحَقُّ نَبِيِّهٖ وَحَقُّهٗ ، وَحَقُّ الْمُسْلِمِيْنَ ، ثُمَّ مَا يُعْلَمُ مِنْ عَظِيْمِ عِلْمِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، وَصَلَابَتِهٖ فِي الدِّيْنِ ، وَشُجَاعَتِهٖ يَقْتَضِيْ ، اِلَّا يَتَّقِيْ أَحَدًا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ ، كَمَا لَمْ يَتَّقِ مُعَاوِيَةَ ، وَأَهْلَ الشَّامِ حِيْنَ خَالَفُوْهُ ، ثُمَّ إِنَّهٗ لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ بِاجْتِهَادِهِمْ عَلِيًّا ، وَلَمْ يُذْكَرْ هُوَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ نَصًّا فِيْ ذٰلِكَ ، فَعُلِمَ قَطْعًا كِذْبُ مَنِ ادَّعَاهُ ، وَمَا التَّوْفِيْقُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ .

”شیعہ اور رافضیوں نے بہت سی باطل اور جھوٹی احادیث بیان کی ہیں اور اس قسم کی نصوص گھڑ لی ہیں، جن میں بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا تھا اور ان کے متعلق دعوی کیا کہ یہ درجہ تواتر کو پہنچی ہیں۔ یہ سب جھوٹ کا مرکب ہے۔ اگر اس بارے میں کوئی بات بھی صحیح ہوتی یا سقیفہ والے دن صحابہ کرام کے ہاں معروف ہوتی تو وہ اس کو ذکر کرتے اور وہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اسے اپنی دلیل کے طور پر پیش کرتے، نیز ان کے لیے اس طرح کی بات سے خاموش ہو جانا کسی طرح جائز نہ ہوتا، کیونکہ یہ اللہ، اس کے رسول اور خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمانوں کا حق تھا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت علم اور دین میں پختگی بھی معلوم ہے اور آپ کی شجاعت بھی اس بات کی متقاضی تھی کہ آپ اللہ کے دین کے

بارے میں کسی سے نہ ڈرتے، جیسا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ڈرے تھے، نیز اہلِ شام سے بھی نہیں ڈرتے تھے، جب انہوں نے آپ کی مخالفت کی تھی۔ پھر جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو مسلمانوں نے اپنے اجتہاد سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے خود اور نہ ہی کسی صحابی نے اس بارے میں کوئی نص ذکر کی۔ چنانچہ قطعی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اس دعویٰ کا مدعی جھوٹا ہے۔وما التّوفيق إلّا من عند اللّٰہ۔''

(المفهم لما اشكل من تلخيص صحيح مسلم :557/4)

سیدنا علی کی طرف منسوب کتاب نہج البلاغۃ (ص:۳۶۶، ۳۶۷) میں لکھا ہے:

إِنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰى مَابَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ ، فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَّرُدَّ ، وَإِنَّمَاالشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ، فَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ إِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًى ، فَإِنْ خَرَجَ مِنْ أَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطِعْنٍ أَوْ بِدْعَةٍ رُدُّوْهُ إِلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ ، فَإِنْ أَبٰى قَاتِلُوْهُ عَلٰى اِتِّبَاعِهِ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰى .

''میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے، جنہوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان کی بیعت کی تھی، جس کے متعلق حاضر شخص من مانی نہیں کرسکتا اور غائب رد نہیں کرسکتا، مجلس شوریٰ صرف مہاجرین وانصار پر مشتمل ہے، اگر وہ کسی کی امامت پر اتفاق کرلیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی شامل ہے، اگر کوئی شخص کسی طعن اور بدعت کی بنیاد پر خروج کرنا چاہے تو اسے واپس پلٹایا جائے گا، اگر نہ مانے تو قتل کیا جائے گا، کیونکہ وہ مسلمانوں کے راستے سے انحراف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو اسی طرف پھیر دے گا جس کی طرف وہ پھرنا چاہتا ہے۔''

❁❁❁❁❁